AL-AHQAQ **Recognized by HEC in Y-Category**
https://ahqaq.com/index.php/Journal/issue/view/6 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.3, Issue.2 (2025) PRINT - ISSN- 3006-5941

قرآن مجید کے اوصاف وخصائص کا تجزیاتی مطالعہ: تفسیر ضیاء القرآن کی روشنی

An Analytical Study of the Features and Characteristics of the Holy Quran in the Light of Tafseer Zia al-Quran

Dr. Muhammad Riaz
Assistant Professor Department of Islamic Studies
Green International University, Lahore
Email. dr.riaz@giu.edu.pk ,prof.riaz786@gmail.com

Abstract

With profound and sagacious insight into the contemporary issues of the Ummah, which is the prerequisite for an ideal exegete of the Holy Quran, Pir Muhammad Karam Shah (1918-1998) has no parallel in the entire literature of this genre. This analytical study presents an exploration of the unique characteristics of the holy Quran as debated by the exegetes of the Subcontinent. The objective of this study is to explore how the exegete, with his exclusive mastery, advocates for the cause of the Holy Quran among the people devastated by Orientalism. Salient interpretative ideals and the visualization of the spread on the canvas of Zia al-Quran is the range of this qualitative analytical methodology. As an inference from the research, this study also considers the moral ethics observed by the exegete in addressing the harsh objections of the critics of the Holy Quran. Depiction of Tasawwuf, spiritual piety, and emphatically expressed loftiness of the character of an ideal and practical Muslim is the main contribution of this study.

Keywords: Pir Muhammad Karam Shah, Exegete of the Holy Quran, Orientalism, Spiritual Piety, Visualization

قرآنِ مجید کے بلاشرکتِ غیرے کچھ اوصاف ہیں جن کی بنا پر کوئی بھی کتاب اس کتابِ رشد وہدایت کا کسی بھی طرح سے مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ان اوصاف کو سادہ سے انداز میں اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ باقی تمام کتب مخلوق کی ہیں یا اگر الہامی تھیں تو وہ مخلوق کی دست اندازی سے محفوظ نہ رہ سکیں اور ان سب کتب میں مخلوق کی صفات و اوصاف نمایاں نظر آتی ہیں مگر قرآنِ مجید ہے کہ اللہ رب العزت کا کلام ہے اور اس ذاتِ سبحانہٗ وتعالیٰ کی صفات کا ایک حسین وجمیل مرقع ہے۔

قرآن نے جملہ انس وجاں کو مخاطب کرتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ ساری مخلوقات اپنی اجتماعی کوششوں کے باوجود اس کا مثل لانے سے قاصر ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے

قُل لَّئِنِ اجۡتَمَعَتِ الاِنۡسُ وَالۡجِنُّ عَلٰی اَنۡ یَّاۡتُوا بِمِثۡلِ ھٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لَا یَاۡتُوۡنَ بِمِثۡلِهٖ وَلَوۡ کَانَ بَعۡضُھُمۡ لِبَعۡضٍ ظَهِیۡرًا[i]

فرما دیجئے! اگر تمام انسان اور جنات اس بات پر جمع ہو جائیں کہ وہ اس قرآن کے مثل (کوئی دوسرا کلام بنا) لائیں گے تو (بھی) وہ اس کی مثل نہیں لاسکتے اگر چہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں۔

"یہ چیلنج آج بھی منکرین قرآن ورسالت کو للکار رہا ہے۔ لیکن کسی کی مجال نہیں کہ اس کو قبول کر سکے۔"[ii]

قرآن اور رسول اللہ کا فرمان دونوں منزل من اللہ ہیں۔ وحی متلو یعنی قرآن مجید کی زبان و بیان اور وحی غیر متلو کا زبان و بیان دونوں میں امتیاز یہ اللہ کی حکمت ہے اس میں رسول اللہ کی کوئی کوتاہی نہ تھی۔ قرآن و حدیث کا تقابل نہیں موافقت ہے۔ تاہم مختلف مفسرین اور شارحین اپنا اپنا مختلف انداز بیان رکھتے ہیں۔

"محمد ﷺ تمہیں قرآن سنا کر کہیں غائب نہیں ہو جاتے بلکہ تمہارے درمیان ہی رہتے سہتے ہیں۔ تم ان کی زبان سے قرآن بھی سنتے ہو اور دوسری گفتگوئیں اور تقاریر بھی سنا کرتے ہو۔ قرآن کے کلام اور محمد ﷺ کے اپنے کلام میں زبان اور اسلوب کا اتنا نمایاں فرق ہے کہ کسی ایک انسان کے دو اس قدر مختلف اسٹائل کبھی ہو نہیں سکتے۔ یہ فرق صرف اسی زمانہ میں واضح نہیں تھا جبکہ نبی ﷺ اپنے ملک کے لوگوں میں رہتے سہتے تھے۔ بلکہ آج بھی حدیث کی کتابوں میں آپ کے سینکڑوں اقوال اور خطبے موجود ہیں۔ ان کی زبان اسلوب قرآن کی زبان اور اسلوب سے اس قدر مختلف ہیں کہ زبان وادب کا کوئی رمز آشنا نقاد یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ یہ دونوں ایک ہی شخص کے کلام ہو سکتے ہیں۔"[iii]

کسی بھی مفسر کا اپنا ایک مخصوص زاویہ نگاہ ہوتا ہے وہ صرف اسی گوشے سے دیکھ کر اپنے عہد کے مسائل حل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ دیکھنے میں آیا ہے کچھ مفسرین نے ایک پہلو سے اصلاح کی کوشش کی تو دوسرے پہلو سے نادانستہ طور پر خرابی کا مؤجب بن گئے۔ لیکن یہ مسئلہ صاحبان طریقت کا نہیں۔

محفوظ کلام

مذاہب الہامی ہیں یا غیر الہامی، ہر مذہب اپنے پیروکاروں کے لئے ضابطہ اخلاق کے طور پر کوئی نہ کوئی کتاب رکھتا ہے اور بعض مذاہب میں تو کئی ایک مقدس کتب پائی جاتی ہیں۔ مرور زمانہ نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ ان کتب کا حشر ان کے ماننے والوں نے کیا کیا؟ ان سوالوں کے جوابات دینا اس لئے ضروری نہیں کہ ان کے جوابات ہر ذی شعور کو معلوم ہیں۔ یہ قرآن مجید کی عظمت جلالت اور اسلام کی حقانیت اور ہم اہل اسلام کی خوش قسمتی کی قرآن مجید جس طرح نازل ہوا اور جس طرح پہلی دفعہ لکھا گیا بغیر کسی حرکت کے نقصان کے بھی یہ آج بھی اسی طرح محفوظ اور موجود ہے۔ یہ صرف اور صرف قرآن کریم کا ہی امتیاز و اعجاز ہے۔

All the great religions of the world have their sacred books but it is the proud claim of Islam that the Qur'an is the only sacred book to have survived absolutely unchanged since it was first revealed and written down fourteen hundred years ago[iv].

کتبِ سماوی و غیر سماوی میں وہ واحد کتاب جو کسی تحریف کو قبول نہیں کرتی، قرونی تغیر و تبدل کے باوجود یہ ایسی ہی ہے جیسے اتاری گئی تھی۔ روح الامین، رسول الامین کے صدرِ الم نشرح پر وحیٔ الہ العالمین لے کر آئے۔ ہر چیز زمانی و مکانی تغیر سے تغیر پذیر ہوتی ہے۔ انسان بچے سے لڑکا، لڑکے سے نوجوان، نوجوان سے بوڑھا اور پھر آغوشِ موت میں۔ بیج سے پودا، پودے سے درخت، درخت سے لکڑی، لکڑی لقمۂ دیمک

اور پھر مٹی کے ساتھ مٹی۔باغ وبہار، بے آب وگیاہ صحرا اور شاہی محلات، کھنڈرات کی صورت میں دیکھے گئے۔ ہم اپنے گردوپیش دیکھتے رہتے ہیں کہ زمیں کھاگئی آسماں کیسے کیسے۔ سبحان اللہ سلامت ہے کسی بھی قسم کی دست برد سے، کیوں نہ ہو تا کہ تو کلام اللہ ہے اور یہ کہ اس کا محافظ رب العزت خود ہے۔ جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ[v]

"بیشک ہم نے ہی اتارا ہے اس ذکر (قرآن) کو اور یقیناً ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔"

"بڑے زوردار انداز میں کفار کے اس اعتراض کا بطلان کیا جارہا ہے کہ قرآن کلامِ الٰہی نہیں۔ فرمایا بلاشبہ ہم نے ہی اتارا ہے اسے۔ تین مرتبہ ضمیر متکلم کا بیک وقت تکرار (انا، نحن، نزلنا) جس تاکید برائے تاکید پر دلالت کررہا ہے وہ اہلِ علم سے مخفی نہیں اور ضمیریں بھی جمع متکلم کی استعمال ہوئیں جو نازل کرنے والے کی عظمت و کبریائی کا اظہار کررہی ہیں۔ یعنی ہم جو سارے جہانوں کے خالق ومالک ہیں ہم جن کی فرمانروائی کا ڈنکا زمین و فلک، عرش وفرش پر بج رہا ہے ہم نے اس کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔ اس میں کسی قسم کی تحریف یا کمی بیشی کا کوئی امکان نہیں۔"[vi]

اللہ رب العزت خالق ومالک ہے اور رب بھی ہے اتنا بڑا دعوہ صرف وہی کر سکتا ہے کہ زمین وآسمان کی بادشاہی اسی کی اور سب پہ جاہ وجلال اسی کا۔ جب اس حیثیت کی ہستی اس کلام کی نسبت بھی اپنی طرف کرے اور حفاظت کا ذمہ بھی خود لے تو اس کی حقانیت پر کوئی ارتیاب محال ہے۔ "ابتداء سے اس وقت تک بغیر کسی ادنیٰ تغیر و تبدل اور سرِ مو تفاوت کے وہ اسی طرح نسلاً بعد نسلاً کروڑہا کروڑ مسلمانوں میں اس طریقہ سے منتقل ہوتا ہوا چلا آرہا ہے کہ سال دو سال تو خیر بڑی بات ہے ایک لمحہ کے لئے قرآن ہی مسلمانوں سے جدا ہوا نہ مسلمان قرآن سے جدا ہوئے اور اب تو طباعت و اشاعت کے لامحدود ذرائع کی پیدائش کا نتیجہ یہ ہو چکا ہے کہ میر و سودا کی غزلوں یا اس قسم کی دوسری معمولی چیزوں کو کوئی اب دنیا سے نہیں مٹا سکتا۔"[vii]

- قرآن مجید ایک محفوظ کتاب---یہ اللہ رب العزت کی حکمت ہے۔
- قرآن مجید ایک محفوظ کتاب---یہ قرآن مجید کی حیثیت کا تقاضا ہے۔
- قرآن مجید ایک محفوظ کتاب---یہ قرآن مجید اور اس کے رسول ﷺ کے مابین تعلق کا تقاضا ہے۔
- قرآن مجید ایک محفوظ کتاب---آخری رسول ﷺ کی رسالت کی عالمگیریت کا تقاضا ہے۔
- قرآن مجید ایک محفوظ کتاب---آخری رسول ﷺ کی امت کی رشد وہدایت کا تقاضا ہے۔
- قرآن مجید ایک محفوظ کتاب---بحیثیت امت اس امت کی حیات کا تقاضا ہے۔
- قرآن مجید ایک محفوظ کتاب---دنیوی اور اخروی نجات کا تقاضا ہے۔

لاتعداد کتب ہیں الہامی بھی اور انسانی بھی لیکن کسی کتاب میں یہ دعویٰ نہیں کہ وہ کسی بھی قسم کی دست برد سے محفوظ ہیں۔ حتیٰ کہ تورات زبور وغیرہ اللہ رب العزت کا ہی کلام تھا مگر دست برد سے محفوظ نہ رہا۔ نزول کے چند سالوں میں ان کتابوں کا ان کے نام نہاد پیروؤں نے وہ حشر کردیا کہ ان کو منزل من اللہ نہیں کہا جا سکتا تھا۔ یعنی وہ احکام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھے ان میں ترمیم کرکے ان کو انسان نے اپنے

AL-AHQAQ Recognized by HEC in Y-Category
https://ahqaq.com/index.php/Journal/issue/view/6 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.3, Issue.2 (2025) PRINT - ISSN- 3006-5941

ہوائے نفس کے مطابق ڈھال لیا اور نام تو تورات، زبور اور انجیل رہا مگر کلام انسانی لذات، خواہشات اور جذبات کا ترجمان بن گیا۔ لیکن یہ قرآن مجید ہے کہ اس کا ایک ایک حرف محفوظ ہے اور اس کو تبدیل کرنے کی کوشش بھی نہیں کی گئی اس مقدس کلام کا ایک اعجاز یہ بھی ہے کہ یہ کسی بھی قسم کی ترمیم اپنے اندر قبول ہی نہی کرتا، بالکل ایسے ہی جیسا کہ جسم کانٹے کو قبول نہیں کرتا اور آنکھ اپنے اندر کوئی سنگریزہ قبول نہیں کرتی ۔یہ قرآنی کیمیائی ترکیب ہے کہ کسی بھی عنصر کو اپنے اندر ضم ہونے نہیں دیتی۔ یہ رب العزت کا خصوصی انتظام ہے جس کا رب العزت نے پیش بندی کے طور پر اعلان فرمادیا۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ [viii]

یہ قرآن ہی کا اعجاز ہے کہ آج فرزندانِ توحید تو یہ دعویٰ کرسکتے ہیں کہ قرآن ایک محفوظ کلام ہے یہ آج بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ یہ ہمارے رسول ﷺ پر نازل ہوا لیکن تورات، زبور اور انجیل کو کلام اللہ کہنے والے شرمندہ ہیں کہ انہیں کلام اللہ رہنے نہیں دیا گیا۔

حضور نبی اکرم ﷺ اللہ کے آخری نبی ﷺ ہیں اور شریعت محمدی ﷺ معنی قیامت تک کے لئے ہے، اس لئے رسول آخر ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب کو بھی قیامت تک کے لئے محفوظ کردیا گیا۔ اعجاز قرآن کا تسلسل قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ شریعت محمدی ﷺ کے نفاذ کے بعد تمام سابقہ شریعتوں کو منسوخ کردیا گیا تھا اس لئے انبیائے سابق پر نازل ہونے والے الہامی صحیفوں کی حفاظت کی ضرورت بھی نہ تھی۔

یہ اسی حفاظت الٰہیہ کا کرشمہ ہے کہ ۱۴۰۰ سال گزر جانے کے باوجود آج تک قرآن مجید میں ایک آیت، ایک لفظ یا ایک حرف کی حد تک بھی کمی بیشی نہیں ہوسکی۔ آج بھی بعض علاقوں میں ہزار بارہ سو سال پرانے کلام مجید کے نسخے موجود و محفوظ ہیں لیکن ان میں اور آج کے مطبوعہ نسخوں میں زیر زبر تک کا فرق نظر نہیں آتا۔ [ix]

اسلام کی حقانیت کے لاتعداد دلائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کو جو ضابطہ دیا گیا ہے اس کا ایک ایک حکم حیران کن حد تک باہم مربوط ہے اور اس ربط کی وجہ سے اسلام اتنا مضبوط اور مربوط کہ اس باب میں کوئی اور مذہب اس کی کسی بھی طرح سے برابری نہیں کرسکتا۔ دنیا کے کسی مذہب میں ایسی یکسانیت اور ربط نہیں جو قرآن مجید کی وجہ اسلام میں موجود ہے۔

قرآن مجید: ایک جامع کتاب

نبی الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کے قلب پاک پر نازل ہونے والی یہ کتاب ایک جامع ضابطۂ حیات ہے اس میں حیاتِ انسانی کا کوئی گوشہ رہنمائی کے بغیر چھوڑا نہیں گیا۔ جس ہستی پر قرآن مجید کا نزول ہوا، اس ہستی کی باعتبار نبوت وبعثت حیثیت نے قرآنِ مجید کی ایک حیثیت متعین کردی۔ اس متعین حیثیت کا تقاضا تھا کہ قرآن مجید ایک ایسی جامع کتاب ہو کہ اس سے بڑھ کر جامعیت کا خیال بھی محال ہو۔ رشد وہدایت کا وہ سلسلہ جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اس نے کئی ہزار سال اور اپنے اندر تقریباً سوا لاکھ انبیاء کی جلیل القدر اور عظیم المرتبت ہستیاں سموئے ہوئے ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ اس سلسلے کی آخری کڑی ہیں۔ آپ خاتم ہیں۔ اب نہ کوئی رسول اور نہ کوئی نبی آئے گا۔ اب تو کسی کو خواب بھی آئے کہ وہ نبی ہے اور وہ یہ خواب خود کو بھی سنائے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ یہ حیثیت ہے محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت ورسالت کی۔ اسی حیثت کی بناپر آپ کی ہستی جامع الاوصاف بھی ہے اور ہر وصف میں آپ کامل الاکملین ہیں۔

حسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، یدِ بیضا داری

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ کی جامعت اور کاملیت کے پیچھے وجہ یہ ہے کہ آپ کو آخری نبی ہونا تھا کہ ابد تک نبوت کا دروازہ وانہ ہو گا عالم انسان کو زندگی کے جس گوشے کے راہنمائی درکار ہو جس حیثیت میں بھی راہنمائی درکار ہو اسے ہادیٔ اعظم و آخر کی حیاتِ طیّبہ سے راہنمائی مل سکے۔ خاتم النبیین کے منفرد جملہ اوصاف اس امر کے متقاضی تھے کہ اسی درجہ کی راہنمائی کتابی شکل میں ایک ایسی کتاب میں موجود ہو جو بحیثیت کتاب اسے درجہ کی جامعیت و اکملیت کی حامل ہو۔

"ہر قسم کی حمد و ستائش اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے اپنے نبیٔ مرسل اور اپنی کتابِ منزل، جس کے پاس آگے یا پیچھے سے باطل نہیں آسکتا اور وہ حکمت والے اور تعریف والے کی طرف سے اتاری گئی ہے، کے ذریعے بندوں پر احسان فرمایا۔ قرآن روشنی اور نور ہے۔ اسی کے ذریعے دھوکے سے نجات ملتی ہے اور اسی سے سینوں کی بیماریوں سے شفا ملتی ہے۔ جو متکبر اس کا مخالف ہو اللہ اسے توڑ دیتا ہے۔ اور جو شخص اس کے غیر میں علم تلاش کرے اللہ اسے گمراہ کر دیتا ہے۔ وہ (قرآن) اللہ کی مضبوط رسی اور واضح نور ہے۔ مضبوط اور مکمل سہارا ہے وہ قلیل و کثیر اور صغیر و کبیر کو گھیرے ہوئے ہے۔ اس کے عجائبات ختم نہیں ہوتے۔ اہلِ علم کے نزدیک اس کے فوائد کو کوئی حد گھیر نہیں سکتی اور تلاوت کرنے والوں کے بار بار تلاوت کرنے سے وہ پرانا نہیں ہوتا اسی نے پہلوں اور پچھلوں کو ہدایت دی اور جب جنوں نے اسے سنا تو وہ فوراً اپنی قوم کو ڈرانے واپس ہو گئے اور انہوں نے کہا

انا سمعنا قرآناً۔"[x]

قرآن مجید کے علاوہ منزل کتب تو اور بھی ہیں، ان کے سوا انسانی علمی کاوشوں کے نتیجہ میں کروڑوں کتب لکھی گئیں اور وہ کسی ایک یا دو یا پھر زیادہ سے زیادہ تین مسائل کا جزوی یا ادھورا حل فراہم کرتی ہیں، مسائل کے معقول اور مکمل حل پیش نہ کرنے کی صورت میں ہزار ہا کتب کو مسئلہ کے حل کے طور پر تجویز کیا جاتا۔ لیکن قرآن مجید ایک ایسی کتاب کہ یہی ایک ہی کتاب ہر عہد کے انسان کے ہر قسم کے مسئلہ کا جامع حل پیش کرتی ہے۔ اس کی جامعیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اربوں انسان ہو اور ان میں سے ہر ایک کا اپنا مسئلہ ہو، قرآن مجید ان میں سے ہر ایک کو ایک ایسا حل عطا کرے گا کہ اس حل سے بہتر کوئی حل تصور نہیں کیا جا سکے گا۔ قرآن میں حقائق کا علم ہے۔ ان حقائق کے آگے سلیم الفطرت دل و دماغ سرِ تسلیم خم کرتے ہیں کیونکہ قرآن ناقابلِ تردید دلائل فراہم کرتا ہے۔

قرآنی دلائل و براہین میں کسی بھی طرح سے شکوک و ارتیاب نہیں۔ کفار جن مسائل کا شکار ہوئے اس کی وجہ ان کی عدمِ بصیرت تھی نہ کہ قرآن کا خلافِ حقیقت ہونا۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ[xi]

"یہ وہ عظیم المرتبت کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔"

کلام کرنے والے کو اپنا کلام عزیز ہوتا ہے کیونکہ وہ اس کا تعارف ہوتا ہے، اور کلام میں تشکیک کلام کی بہت بڑی خامی ہے، لہٰذا کلام میں مقدور بھر کوشش کی جاتی ہے کہ کلام اس خامی سے پاک ہو۔ انسانی کلام میں جہاں بھی تشکیک ہوگی وہ انسان کی کمزوری اور کوتاہی ہوتی ہے یا پھر انسان کی عیاری۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات تمام عیب سے پاک ہے اور ہر طرح کی کمزوری سے بھی پاک ہے، لہٰذا اس کا کلام بھی ہر طرح کے نقائص سے پاک ہے اسی لئے تو اس میں تشکیک وارتیاب نہیں۔ یہ لاریب ہے، بے عیب ہے۔

عدم مثلیت

منافق جن کے طرز عمل اور دورخی پالیسی کا ذکر چلا آرہا ہے نہ وہ سچے دل سے حضور کی رسالت کے قائل تھے اور نہ ہی قرآن کو کتاب اللہ یقین کرتے تھے۔ اسی لئے تو وہ اس مخمصے میں گرفتار تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر انہوں نے قرآن میں غور وفکر کیا ہوتا تو ان پر عیاں ہوجاتا کہ کسی انسان کا نہیں بلکہ رب العزت کا کلام ہے، اسطرح وہ اس تذبذب سے نجات حاصل کرلیتے۔[xii]

اللہ کے علاوہ کوئی بھی دوسرا جو کلام کرسکتا ہے کلام وضع کرسکتا ہے وہ مخلوق ہی ہوگا اور مخلوق کی تمام تر صلاحیتیں اور قویٰ بھی مخلوق ہوئیں، جیسے مخلوق میں اللہ رب العزت کی کوئی مثل اور مثال نہیں، کوئی اس کا مقابل نہیں کوئی اس کا ہمسر نہیں۔ کوئی اس کی مخلوقات میں سے کسی چیز کا خالق نہیں تو قرآن مجید تو اللہ رب العزت کی ایک صفت ہے اور صفت بھی ایسی کہ تمام تر الٰہیہ صفت کی جلوہ گاہ، تو اس کی صفت کی مثال کسی مخلوق میں، یہ تو محال ہے۔

قرآن مجید: فصاحت وبلاغت میں بے مثل کتاب

دنیا کی تاریخ زبان وبیان اور ادب وانشاء کا مطالعہ کیا جائے تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اہلِ عرب اس فن میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتے اور وہ سب قرآنی فصاحت وبلاغت کے سامنے سرنگوں ہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت آخری بعثت ہے، آپ پر منزل کتاب بھی آخری کتاب۔ رب العزت کے کارخانہ تخلیق میں ہر نبوی کمال وصف کے خاتم محمد رسول اللہ ﷺ اور قرآنِ مجید کلام کے اوصاف کا خاتم، قرآن مجید فصاحت وبلاغت کا شہپارہ اور ان اوصاف میں خاتم، کیوں نہ ہو یہ کائنات کے خالق کا کلام ہے۔ قرآن مجید کے منزل من اللہ ہونے کے لاتناعی دلائل وبراہین موجود ہیں ان میں ایک دلیل قاطع اس کی فصاحت اور بلاغت بھی ہے، یہ وہ دلیل ہے جس کے سامنے کفار اپنی بے بسی کا اعتراف برملا کیا کرتے تھے۔ اللہ رب العزت کی صفات ہیں جن کا فہم وادراک انسان کے بس کی بات نہیں کہ انسان کا دماغ اور اس کی تمام تر صلاحیتیں محدود ہیں اور صفات الٰہیہ کی کوحد نہیں۔ اب قرآن مجید جو کہ صفات الٰہیہ کا ایک Conglomerate (مرقع) ہے انسانی فہم میں کیونکر سمٹ کے آسکتا ہے۔ جو حیثیت انسان کی اس کے خالق کے سامنے جو کہ کچھ بھی نہیں وہی انسانی کلام کی حیثیت اس کے خالق کے کلام کے بالمقابل ہے۔ انسانی کلام کے اوصاف یعنی فصاحت بلاغت وغیرہم کی حیثیت اس بنیاد کی بھی نہیں کہ جسے اکائی مان کر صفات کلام الٰہیہ کا فہم حاصل کیا جاسکے۔ یوں جب انسان ان صفات پر غور کرتا ہے تو فوراً پکار اٹھتا ہے کہ یہ تو میرے رب کا کلام ہے۔

"قرآن فصاحت وبلاغت کے ایسے مرتبے پر ہے کہ اس کے منزل من اللہ ہونے میں کوئی تردد نہیں ہے اور جو شخص بھی کھلے ہوئے ذہن اور بصیرت کی آنکھوں سے اس کو پڑھے گا یا بغور اس کلام کو سنے گا اس کو اس کے کلام اللہ ہونے میں کوئی شک اور شبہ نہیں ہوگا۔ اس آیت کا یہ

مطلب نہیں کہ کوئی اس میں شک نہیں کرتا بلکہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اپنے واضح اور روشن دلائل کی وجہ سے یہ شک کا محل نہیں ہے اور اس میں تردد کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔اس کے باوجود اگر کفار اور مشرکین اس میں شک کرتے ہیں تو اس کی وجہ ان کی بصیرت سے محرومی ہے، خواہشِ نفس کی اتباع، تکبر اور ہٹ دھرمی ہے۔اور اپنے آباؤ اجداد کی اندھی تقلید ہے۔انہوں نے اپنے دماغ کے دریچے بند کر لئے ہیں اور وہ کسی نئی فکر کو اپنے ذہن میں آنے نہیں دیتے۔"[xiii]

اگر کسی کا عقل وخرد فطرتِ انسانی کے بنیادی تقاضوں سے ہم آہنگ ہو تو اسے قرآن میں کسی قسم کا شک وشبہ نہ ہو گا۔اس میں شک نہیں اور کوئی بھی سلیم الفطرت اس میں شک نہ کرے گا۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اہل عرب اپنی تمام تر سخن فہمی کے باوجود قرآن مجید کی صداقت کا اعتراف کیوں نہ کر سکے؟کفار اپنے بتوں کے دفاع میں اپنے آباء کی اندھی تقلید کچھ اس طور سے گرے پڑے تھے کہ انہوں نے انسانی فطری اوصاف کو بھی اپنے کردار سے محو کر دیا تھا۔غرور تکبر، ہٹ دھرمی اور بد معاشی وبد اخلاقی اور رذائل ہیں جو احقاق حق سے دور رکھتے ہیں اور کفار مکہ انہیں رذائل اخلاق کا شکار تھے۔بڑے سے بڑے کافر نے یہ ضرور کہا تھا کہ ایسا فصیح وبلیغ کلام میں نے کبھی نہیں سنا۔

> "یہ کتاب جو محمد ﷺ پر نازل کی گئی ہے اس کا وحیٔ الٰہی ہونا اور خدا کی طرف سے نازل ہونا یہ ایک ایسی چیز ہے جس میں نظر صحیح کی جائے تو کسی عاقل کے لئے کسی طرح کے کسی شک کی کوئی گنجائش نہیں۔اگر کسی کو شک ہے تو اس کی کج فہمی کی وجہ سے ہے۔اس کے شک کا اعتبار نہیں۔اور جو شخص فکرِ صحیح کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ واقعی اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے لیکن پھر بھی منکر ہے اور یہ کہتا ہے کہ مجھے شک ہے تو اسے حقیقت میں شک نہیں۔ضد اور عناد نے اسے اس پر آمادہ کیا ہے کہ حق اور حقیقت کا انکار کرے۔[xiv]

دنیا میں بے شمار زبانیں ہیں ہر زبان اپنی ایک ادبی تاریخ رکھتی ہے۔اگر ہم ان زبانوں کا عربی سے موازنہ کریں تو کسی بھی زبان کے پاس اس قدر زرخیز ادب موجود نہیں کسی زبان میں عربی کی طرح کا ذخیرہ الفاظ نہیں، کسی بھی زبان میں عربی کی طرح کا شعری یا نثری ادب عربی کے معیار کا نہیں اور نہ ہی کسی زبان کے پاس عربی کی طرح کے فصیح اللسان شعراا ور ادبا موجود ہیں۔عربی کے پاس فہم وفراست، علم ومعرفت اور حکمت ودانش کے اعتبار سے ہر عہد میں یگانہ روزگار ہستیاں رہی ہیں اور کثیر تعداد میں رہی ہیں۔کثرت کا اندازہ اس امر واقعی سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک معمولی چرواہے سے لے کر قوم کے سردار تک سبھی تو شاعر ہوا کرتے تھے، لیکن کسی بھی عربی شاعر یا انشاء پرداز نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس کے کلام میں کوئی غیر فصیح لفظ موجود نہیں۔لیکن کیا قرآن مجید میں کسی کو کبھی کوئی غیر فصیح لفظ ملا؟نہیں ہرگز نہیں اس کی وجہ ایک ہی ہے کہ یہ اللہ رب العزت کا کلام ہے اور اس کی ذات پاک سبحان ہے، ہر عیب سے پاک، ہر کمی اور کوتاہی سے پاک اور یہی کیفیت حال اس کے کلام کا بھی ہے۔

یہ ایک عجب حقیقت ہے کہ قرآن مجید اپنی فصاحت و بلاغت میں کوئی مثال نہیں رکھتا لیکن قرآن مجید میں اس وصف کا تذکرہ نہیں، اگرچہ یہ بھی ایک نکتہ نظر ہے کہ قرآن چونکہ فصاحت وبلاغت میں ثانی نہیں رکھتا اس لئے یہ کلام الٰہی ہے۔"تیرہ سو برس سے دنیائے اسلام میں یہ آواز گونج رہی ہے کہ قرآن کا جواب نہیں ہو سکتا، سنی، شیعہ، معتزلہ اشعری، ماتریدی سب اس میں متفق اللفظ ہیں، لیکن جب یہ سوال ہوتا ہے کہ قرآن کا اعجاز کس وصف کے لحاظ سے ہے تو دفعۃً اختلاف پیدا ہو جاتا ہے، کہ کوئی کہتا ہے کہ قرآن میں پیش گوئیاں ہیں اور یہ بشر

کا کام نہیں، کوئی کہتا ہے کہ قرآن کا جواب تو ہو سکتا ہے لیکن جب کوئی جواب لکھنے کا قصد کرتا ہے تو خدا اس کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے، کوئی کہتا ہے کہ قرآن لوگوں کے مخفی ارادوں کا حال بتا دیتا تھا اور آخر اشاعرہ کی اس راز کشائی پر تمام عالم کا اتفاق ہو گیا کہ چونکہ فصاحت وبلاغت میں قرآن کا جواب نہیں ہو سکتا، اس لئے وہ کلام الٰہی ہے"[xv] یہ اقتباس مقالات شبلی سے ہے، اس میں ان کا مقصد یہ ہر گز نہیں کہ فصاحت وبلاغت کوئی وصف نہیں یا اس میں قرآن کا نعوذ باللہ کوئی ثانی ہے تاہم وہ یہ کہنا چاہتے ہیں اور بجا بھی ہیں کہ قرآن نے اس وصف کو گردانا نہیں اور بہت سے اوصاف گنوائے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ باقی اوصاف جو گنوائے ہیں وہ نسبتاً زیادہ اہم اور ان کا بیان کرنا بھی زیادہ اہم ہے۔ اسی امر کی آگے چل کر وضاحت کرتے ہیں۔

"غور کرو قرآن مجید کی فضیلت کے بیان میں اس کو ناصح، راہنما، بشیر، نذیر، نور، حکیم، واضع سب کیا، لیکن فصاحت وبلاغت کا کہیں نام تک نہیں آیا اور وہی چیز چھوڑ دی گئی، جو (لوگوں کے نزدیک) مدارِ اعجاز ہے کیا ہدایت اور حکمت کے لحاظ سے کوئی کتاب قرآن کا جواب ہو سکتی ہے، اگر نہیں ہو سکتی تو یہ اوصاف کیوں معجزہ نہ ہوں اور وہ وصف معجزہ ہو جس کا ذکر تک قرآن میں نہیں۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ فصاحت وبلاغت میں قرآن کا جواب ہو سکتا ہے بے شبہ نہیں ہو سکتا اور قیاس تک نہیں ہو سکتا، لیکن کتاب آسمانی کا رہنمائے عالم ہونا معجزہ ہو سکتا ہے نہ کہ نثاری اور انشاء پردازی۔ حضرت یوسف بے شبہہ جمال ظاہری میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے، لیکن پیغمبری کی حیثیت سے ان کے اوصاف کمال میں ان کی نفس قدسی کا ذکر آئے گا نہ کہ ان کے خط وخال کا، لیکن ہم کو ان دلائل اور قیاسات کی بھی ضرورت نہیں، قرآن مجید میں صاف مذکور ہے کہ وہ ہدایت کے لحاظ سے معجزہ ہے یعنی ان وصف میں (بجز کتاب آسمانی کے) کوئی کتاب اس کی نظیر نہیں بن سکتی۔

قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِنْ عِنْدِ اللهِ هُوَ اَهْدي مِنْهُمَا اَتَّبِعْهُ إِن كُنتُم صادقين۔[xvi]

کہہ دو اے محمدؐ! کہ خدا کے یہاں سے کوئی کتاب ان دونوں کتابوں (قرآن، توریت) سے بڑھ کر ہدایت کرنے والی لا دو تو میں ان کا پیرو بنتا ہوں، اگر تم سچے ہو۔

یعنی مجھے تو ہدایت کی پیروی کرنی ہے، بشرطیکہ وہ کسی کی من گھڑت نہ ہو، بلکہ خدا کی طرف سے حقیقی ہدایت ہو، اگر تمہارے پاس کوئی کتاب اللہ موجود ہے جو قرآن اور توراۃ سے بہتر رہنمائی کرتی ہو تو اسے تم نے چھپا کیوں رکھا ہے؟ اسے سامنے لاؤ میں بلا تامل اس کی پیروی قبول کر لوں گا۔[xvii]

ایک نکتہ یہاں قابل لحاظ ہے اور وہ اس بحث کا فیصلہ قطعی ہے، معجزہ دو قسم کا ہو سکتا ہے، ایک جس سے براہ راست منصب نبوت کا تعلق ہو، ایک وہ جو بالذات نہیں، بلکہ بالواسطہ دلیل نبوت قرار پائے، مثلاً ایک پیغمبر دعویٰ کرتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں یعنی مجھ کو خدا نے دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے، لوگ پوچھتے ہیں کہ پیغمبری کا ثبوت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں لاٹھی کو سانپ بنا دیتا ہوں اور میری ہتھیلی چاند کی طرح چمکتی ہے، لوگ کہتے ہیں کہ اس معجزہ کو ہدایت اور پیغمبری سے کیا تعلق؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ میں جو معجزہ دکھاتا ہوں خدا کے سوا کوئی شخص اس پر قادر نہیں، اس لئے میں جو یہ معجزہ پیش کرتا ہوں تو خدا ہی کی طرف سے کرتا ہوں اس بنا پر میں خدا کی طرف سے آیا ہوں اور جو شخص خدا کی طرف سے آتا ہے، وہ پیغمبر ہوتا ہے. اس استدلال میں معجزہ براہ راست نبوت سے تعلق نہیں رکھتا۔ ایک دوسرا شخص کہتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں،

لوگ پوچھتے ہیں کہ کیوں؟ وہ فرماتے ہیں کہ میں جس قسم کی ہدایت اور لوگوں کا تزکیہ نفس کر سکتا ہوں کوئی بشر نہیں کر سکتا، اب اگر یہ دعویٰ صحیح ہے تو دعوی براہ راست معجزہ بھی ہے اور خاصہ نبوت بھی، معجزہ اس لئے ہے کہ جو چیز کوئی اور بشر نہ پیش کر سکے وہ معجزہ ہوگی اور خاصہ نبوت اس لئے کہ تزکیہ نفس ہی کا نام پیغمبری ہے اس کو ایک اور صاف مثال میں سمجھو، ایک شخص کہتا ہے کہ میں فارسی زبان جانتا ہوں اور دلیل یہ پیش کرتا ہوں کہ میں ایرانی ہوں اور ایرانی ضرور فارسی جانتا ہوگا، اس کے مقابلہ میں ایک دوسرا شخص دعویٰ کرتا ہے، لیکن دعوی کو فارسی ہی زبان میں ادا کرتا ہے کہ من فارسی راخیلے خوب می دانم، یہ دعوی، دعوی بھی ہے اور دلیل بھی۔ قرآن مجید اگر فصاحت، بلاغت کے لحاظ سے معجزہ قرار دیا جائے تو ایسا معجزہ ہوگا جو نبوت کا خاصہ نہیں کیونکہ انشاء پردازی لازمہ نبوت نہیں، لیکن اگر قرآن مجید کو تزکیہ نفس اور موعظت و حکمت کے لحاظ سے معجزہ کیا جائے تو یہ معجزہ بھی ہوگا اور خاصہ نبوت بھی۔"[xviii]

"جب ان کا انکار شدت اختیار کر گیا اور وہ کسی طرح ایمان لانے پر آمادہ نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو حکم دیا کہ انہیں یہ کہیں کہ قرآن و تورات دونوں کا تم انکار کرتے ہو اب تم کوئی ایسی کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے آؤ جو قرآن و تورات سے زیادہ ہدایت بخش ہو مجھے کوئی ضد نہیں۔ میں اس کی پیروی کرنے لگوں گا۔ میں تمہارے خلاف کوئی محاذ قائم کرنا نہیں چاہتا۔ میرا مقصد وحید تو صرف یہ ہے کہ ہدایت کا نور پھیلے اور جہالت کی ظلمت کافور ہو اور تم کوئی ایسی کتاب لا سکتے ہو تو لے آؤ میں بسر و چشم اس کو ماننے کے لئے اور اس کے احکام بجالانے کے لئے تیار ہوں۔[xix]

اگرچہ فصاحت وبلاغت کا احقاق دعوۂ نبوت سے کوئی براہ راست تعلق نہیں لیکن یہ ایک امر مسلم ہے کہ فصاحت وبلاغت بہترین کلام کا وصف تو ہے اور یہ کیسے ممکن ہے کہ تمام کلاموں اور اور تمام کلام کرنے والوں کے خالق کا کلام کلام کے اوصاف کے معاملہ میں کوئی ثانی رکھتا ہو۔ الہٰذا فصاحت وبلاغت میں قرآن مجید کا کوئی ثانی نہ ہونا بھی ایک معجزہ ہے۔ لیکن یہ بات ماننے میں بھی کوئی ہرج نہیں کہ فصاحت وبلاغت سے کئی دوسرے معجزات عظیم تر ہیں۔

قرآن مجید: ایک منفرد کتاب

یہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن مجید ایک منفرد کتاب ہے، اس حقیقت کی کئی ایک جہات ہیں۔ یہ اللہ رب العزت کا کلام ہے اور کلام میں کلام کرنے والے کی صفات موجزن ہوتی ہیں لہٰذا یہ کلام معجز نظام اللہ رب العزت کی صفات کا ایک حسین مرقع ہے اور یقیناً اللہ رب العزت کی ہر صفت اپنی ذات میں ایک بلاارتیاب انفرادیت رکھتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کہ دنیا میں بڑے صاحبان کمال بستے ہیں اور ان کے کمالات ہمیں ورطہ حیرت میں مبتلا کر دیتے ہیں حالانکہ وہ سب ہماری طرح اس خالق کی مخلوق ہوتے ہیں جس خالق ومالک کا یہ قرآن مجید کلام ہے۔ مخلوق اور اس کی صفات اور نسبتوں کی خالق اور اس کی صفات اور نسبتوں سے کیا نسبت؟ قرآنِ مجید کی تمام کتب میں ایک انفرادی حیثیت اس طرح سے بھی ہے کہ اس میں اس کی اپنی عظمتوں کا بھی بیان ہے اور اس کی اپنے متعلق عظمتوں کے بیان کو کائنات کے حقائق نے ثابت بھی کر دیا۔ بحیثیت ایک کتاب قرآنِ مجید ہر طرف وجہت سے منفرد ہے جس طرح رب العزت وحدہٗ لاشریک ہے، اسی طرح کلاموں میں کوئی کلام اور کتابوں میں کوئی کتاب قرآنِ مجید کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

اگر ہم علوم وفنون کی ترویج وترسیل وتحصیل کا فلسفیانہ نگاہ سے تجزیہ کریں تو علم کی بنیاد عقلیت سے اٹھائی جائے گی تو یہ عقل کس کی؟

یقیناً یہ عقل انسان کی اور یہ انہی فلاسفہ کا ایمان ہے کہ انسانی عقل اپنی ماہیت و کمیت کے اعتبار سے کامل نہیں ہے تو ایسے میں یہ جو معلومات فراہم کرے گی اس میں تشکیک وارتیاب کا وجود وورود لازم آئے گا تو ہمیں اس حقیقت سے کوئی بھی زیادہ دیر تک دور نہیں رکھ پائے گا کہ skepticism علم نہیں اوہ ایسے میں جو راہ متعین کی جائے گی وہ صراط مستقیم نہیں ہو سکتا، یوں ہم یقینی طور پر کہہ سکتے ہیں کہ انسانی کی راہنمائی ، ہدایت اور نجات کیلئے rationalism ایک بالکل بیکار اور بے وقعت سے چیز ہے۔ یہی حال تجرباتی تحصیل کا بھی ہے، کچھ جہلا اپنے تجربات سے کچھ نتائج اخذ کر لیتے ہیں تو ان نتائج پر مبنی علم درست نہ ہو گا، یا فرض کیا کچھ سلیم الطبع افراد زندگی کے تجربات سے کچھ اخذ کر لیتے ہیں لیکن یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ انسانوں کے درمیان سلامت طبع کا بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ انسانوں کے قبائلی، نسلی اور علاقائی اختلاف کی بنا پر یہ تجرباتی علم emprицism بھی ارتیاب و تشکیک کی ہی دلدل میں پھنسا کے رکھ دے گا۔ اب rationalism اور empiricism کے امتزاج واختلاط سے ایک علم کی ایک تیسری قسم نے جنم لیا وہ ہے Criticism۔ اس سے بھی و علم مترتب ہو گا وہ لازمی طور پر تشکیک ہی پیدا کرے گا۔ جن انسانی استعداد کے تمام علوم تشکیک پیدا کریں تو یہ علوم انسان کے مسائل کیسے حل کریں گے ہر گز حل نہ کریں گے بلکہ مزید مسائل پیدا کریں گے۔ اب حل صرف علم بالوحی کے ہاں ہے یعنی قرآن مجید چونکہ اللہ رب العزت کا کلام ہے اور اس میں اللہ رب العزت کی ذات پاک کی طرح کو عیب نہیں اور اس سے حاصل ہونے والا علم شکوک و شبہات پیدا نہ کرے گا۔

جس طرح اللہ رب العزت وحدہٗ لاشریک ہے، وہ اپنی ذات اور صفات میں کوئی ہم پلہ اور شریک نہیں رکھتا اسی طرح اس کا کلام بھی کلاموں میں کوئی شریک نہیں رکھتا۔ نبوت کا اولین مقصد نوع انسانی کے لئے سامان ہدایت فراہم کرنا ہے اور وحی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اب امر ہدایت میں قرآن مجید ایک معجزہ ہے۔

- قرآن مجید---------حکیم ہے۔ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ [xx]
- قرآن مجید---------ناصح ہے۔ صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ [xxi]
- قرآن مجید---------کی آیات مضبوط ہیں۔ الٓرٰ ۟ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ [xxii]
- قرآن مجید---------یہ ایسی کتاب ہے جو سچ بولتی ہے۔ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ [xxiii]
- قرآن مجید---------روشن کتاب ہے۔ طٰسٓ ۟ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ [xxiv]
- قرآن مجید---------میں رانمائی کے لئے دلائل ہیں۔ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ [xxv]
- قرآن مجید---------پرہیز گاروں کے لئے راہنما ہے۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ [xxvi]
- قرآن مجید---------کورب العزت نے نور بنایا ہے۔ [xxvii]
- قرآن مجید---------اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے اس میں ڈر ہے۔

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ

xxviii

قرآن مجید---------کو کھول کر بیان کیا گیا ہے۔ کِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ [xxix]

قرآن مجید---------خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا ہے۔ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ [xxx]

قرآن مجید---------حق کی طرف راہ دکھاتا ہے۔ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ [xxxi]

قرآن مجید---------ڈرنے والے کے لئے نصیحت ہے۔ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى [xxxii]

"تمام تعریفیں اس خدا کے لئے سزاوار ہیں جس نے اپنے بندے پر اہلِ دانش کی بینائی بڑھانے کے لئے کتاب نازل فرمائی اور اس کتاب میں علوم و حکمت کی اقسام سے عجیب و غریب باتیں بھر دیں۔ عزت میں کوئی کتاب اس کی ہمسری کرنا تو کیا اس کی پاسنگ بھی نہیں ہے۔ علم کے لحاظ سے وہ سب طرح سے اعلیٰ درجہ رکھتی ہے۔ نظمِ عبارت کا خیال کیا جائے تو بے حد شیریں ہے اور لوگوں کو مخاطب بنانے میں اس کی بلاغت بے مثل ہے۔ وہ کتاب کیا ہے؟ قرآنِ عربی جس میں کسی طرح کی خرابی کا وجود نہیں۔ نہ وہ مخلوق ہے نہ اس میں شک اور شبہ کی گنجائش ہے۔"[xxxiii]

قرآن مجید کے اوصاف میں ایک وصف یہ بھی ہے کہ یہ اپنے پڑھنے والوں کی تمام تر صلاحیتوں کو جلا بخشتا ہے۔ یہ اہل بصیرت کی بصیرت میں مزید اضافہ کرتا ہے۔ اہل خوف و خشیت میں خوف و خشیت کا اضافہ کرتا ہے، اہل ایمان کے ایمان میں مزید اضافہ اور استحکام پیدا کرتا ہے۔ فہم و فراست اور علم و حکمت میں اضافہ کرتا ہے۔ یہ رحمت و رافت کا ایک بحرِ بے کراں ہے۔ کسی بھی کتاب کی تصنیف و تالیف میں مصنف یا مؤلف کے پیش نظر جو چند مقاصد ہوتے ہیں وہ یہ ہیں کہ یہ کتاب کسی ایک یا کئی ایک سوالات کا جواب ہو گی، یہ کتاب کسی علمی عقدہ کی گرہ کشائی کرے گی، یہ کتاب کوئی علمی اضافہ پیش کرے گی، یہ کتاب کسی تحقیقی خلا کو پر کرے گی۔ الغرض کسی بھی کتاب کے کئی ایک مقاصد ہو سکتے ہیں۔ کیا کسی انسان کی کوئی تصنیف یا تالیف اپنے مقاصد کی اس طرح سے آبیاری کرتی ہے جو خالق کائنات کا کلام قرآن مجید کرتا ہے؟ نہیں ہر گز نہیں۔ انسانی علوم پر لکھی کسی ایک انسان کی لکھی یا کئی انسانوں کی مشترکہ کاوش سے لکھی گئی کسی ایک کتاب کو اگر ہم کسی مسئلہ کے حل کے لئے مرکزی ماخذ مان کر کوئی نتیجہ برآمد کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو تشکیک پیدا ہوتی ہے۔ اور تشکیک گمراہی کا زینہ ہوتی ہے۔ جبکہ قرآن مجید اپنے پڑھنے والوں کو کسی بھی طرح کے شکوک و ارتیاب کے راستے پر پڑنے سے بچاتا ہے۔ اس میں ہر چیز روزِ روشن سے عیاں تر ہے وہ اس لئے کہ یہ رحمٰن و رحیم کا کلام ہے۔ یہ اللہ رب العزت کی رحمت کا مظہر جمال ہے کہ قرآن مجید اپنے قاری کو گمراہی کی رسوائی سے نجات دیتا ہے۔ قرآن میں ہر چیز کو انتہائی شرح و بسط اور وضاحت کے ساتھ کھول کھول کر بیان کر دیا گیا۔ قرآن ہر طرح کی علمی اور فکری و نظری تشنگی دور کرتا ہے۔

قرآن مجید کے اوصاف میں سے ایک وصف یہ ہے کہ یہ اللہ رب العزت کا کلام ہے، کوئی بھی چیز اپنے اوصاف کی بنا پر عام یا خاص ہوا کرتی ہے۔ قرآن مجید جو خاص ہے اور خاص ہونے میں منفرد بھی ہے تو یہ اس کے اوصاف ہیں۔ کوئی بھی دیگر کلام ہو گا تو مخلوق کا کلام ہو گا تو اس کلام میں اس مخلوق کے ہی اوصاف پائے جائیں گے، جبکہ قرآن مجید تو خالق کا کلام ہے وہی خالق جو رب بھی ہے رحمٰن بھی ہے، وہ حاکم ہی نہیں بلکہ احکم الحاکمین بھی ہے، رب ہی نہیں بلکہ رب العالمین بھی ہے۔ وہ ایسا حکیم کہ ہر طرح کی حکمت کا وہ خود خالق بھی ہے، ہر قوت اور قابلیت و صلاحیت کا وہی خالق ہے۔ مخلوق کے کلام میں مخلوق کے اوصاف اور خالق کے کلام میں خالق کے اوصاف۔ ان جملہ اوصاف کا حامل کلام ہی منفرد

کلام ہو گا اور یقیناً ہے۔ کہ اس میں اللہ رب العزت کے جملہ اوصاف ہویدا ہیں۔ اور ان اوصاف کا کسی بھی کلام میں پایا جانا محال ہے۔

قرآن مجید: علوم و معارف میں بے مثل کتاب

کتب میں اقوام گذشتہ کے احوال ہیں، عروج وزوال کے قصص ہیں اور یہ حالات اور تذکرے اور ان کی تجزیہ کاری میں مصنف کی پسند وناپسند نے حالات کو مسلہ کچلا اور حقائق تو کسی طور بھی قطع و برید کے متحمل نہیں ہوُا کرتے اور پھر جب یہی کتب غیر جانب دار تحقیق کی میکانیت سے نبرد آزما ہوتی ہیں تو کذب وافترا کے پلندے کے علاوہ کچھ بھی نہیں نکلتا۔ حالات حاضرہ کی کتب کا بھی یہی حال ہوتا ہے اور مستقبل کی منصوبہ بندی سے متعلق کتب تو اپنے قارئین کو نفسیاتی امراض کے علاوہ کچھ نہ دے پائیں۔ یہ حال ان تمام تر کتب کے ہیں جو انسانی استعداد کے علوم پر مشتمل ہوتی ہیں اور ان میں علم بالوحی کی راہنمائی شامل نہیں ہوتی۔ علم بالوحی کے بغیر کتب نے تشکیک وارتیاب اور بے یقینی پیدا کی۔ دنیا کی کسی کتاب میں بھی خلاق عالم کی غایت تخلیق کی طرف راہنمائی کا پروگرام نہیں۔ انسانی علوم پر مشتمل کتب غایت ہست بود سے آگاہ ہی نہیں تو نتیجۃً اس پر ان کتب میں ابحاث ہی لغو ہونگے اور یہ لغویات پھر انسان میں ذہنی، ایمانی اور اخلاقی انتشار پیدا کریں گے۔ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی رحمتہ اللہ تعالیٰ اپنی عظیم کتاب 'منہاج القرآن' میں کیا ہی خوب لکھتے ہیں۔ "قرآن مجید نظام تکوین میں مضمر غایات تک پہنچانے کی ہدایات پر مشتمل ہے۔ پیغمبرانہ وحی انسان کی کسی استعداد کا نام نہیں، بلکہ عطیۂ خاص، وہب مجرد، بذل صرف اور فضل محض ہے۔ قرآن مجید نصب العین متعین کر کے زندگی میں انقلابی اصلاح کرتا ہے۔ انفرادی زندگی کے تینوں پہلوؤں (ذہنی، ایمانی اور اخلاقی) کی اصلاح رضائے الٰہی کے حصول، یعنی انسان مرتضٰی بننے کے نصب العین کے لئے جدوجہد کرتا ہے۔"[xxxiv]

قرآن ماضی، حال اور مستقبل ہر سہ زمانی جہت پر برابر کی نظر رکھے ہوئے ہے اس میں صرف اقوام گذشتہ کے ہی حالات نہیں ہیں اس میں پیش آنے والے فتن کا بھی ذکر ہے۔ اس میں اوّلین وآخرین کا علم ہے۔" جیسا کہ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا: اور ترمذی کی حدیث میں ہے سیّدِ عالم ﷺ نے پیش آنے والے فتنوں کی خبر دی۔ صحابہ نے ان سے خلاص کا طریقہ دریافت کیا فرمایا کتاب اللہ میں تم سے پہلے واقعات کی بھی خبر ہے تم سے بعد کی بھی اور تمہارے مابین کا علم بھی۔ حضرت ابنِ مسعودؓ سے مروی ہے فرمایا جو علم چاہے وہ قرآن کو لازم کرلے اس میں اوّلین وآخرین کی خبریں ہیں۔ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ امت کے سارے علوم حدیث کی شرح ہیں اور حدیث قرآن کی اور یہ بھی فرمایا کہ نبی ﷺ نے جو کچھ بھی فرمایا وہ وہی تھا جو آپ کو قرآنِ پاک سے مفہوم ہوُا۔ ابو بکر بن مجاہد سے منقول ہے۔ انہوں نے ایک روز فرمایا کہ عالم میں کوئی چیز ایسی نہیں جو قرآن میں مذکور نہ ہو۔ الغرض یہ کتاب جامع ہے جمیع علوم کی۔ جس کسی کو اس کا جتنا علم ملاہے اتناہی جانتا ہے۔"[xxxv]

قرون اولیٰ کے آئمہ نے جو بعد میں آنے والے ہر علم وفن کے آئمہ کے اساتذہ تھے نے تفاسیر لکھیں، لیکن یہ ایک قابل غور امر ہے کہ ہر عہد میں اساتذہ علوم وفنون نے تفاسیر لکھیں۔ تفاسیر اس لئے نہیں لکھیں گئیں کہ آئمہ کرام مفسر بننے کے خواہش مند تھے بلکہ تفاسیر اس لئے لکھیں گئیں کہ ہر نئے عہد کے مسائل کا حل قرآن مجید میں موجود ہے، نئے نئے علوم وفنون کو دائرۂ عمل لاکر قرآن مجید سے پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کیا گیا۔

قرآن کی کئی ایک جہات اور کئی ایک حیثیتیں ہیں، اس میں ذکر ونصیحت ہی نہیں بلکہ دلائل وبراہین بھی ہیں۔ معجزات بھی ہیں اور انسانی نفسیات بھی، اہل باطل کے دلائل، حجتوں اور مکر وفریب کارد بھی ہے، اور باطل کو للکار بھی ہے، اس میں عبرت پذیری کے لئے اقوام

گذشتہ کے تذکرات بھی ہے اور انبیاء سابقہ کی عزیمت اور جدوجہد کے قصص بھی ہیں، قرآن مجید میں امثال بھی ہیں اور آثار بھی۔"اللہ تعالیٰ نے اسے قرآنِ عظیم، ذکرِ حکیم، حبلِ ممدود، عہدِ معہود، ظلِ عمیم اور صراطِ مستقیم کی حیثیت سے نازل کیا۔ اس میں واضح معجزات، نمایاں آیات، سچی حجتیں معقول اور منطقی دلیلیں ہیں۔ جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے باطل پرستوں کی دلیلوں اور حجتوں کو رد فرمایا اور مکاروں کے مکر کو باطل قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کے ذریعے اسلام اور دین کو تقویت بخشی۔ جس سے دین کا راستہ روشن ہو گیا اور اس کا چراغ جل اٹھا۔"[xxxvi]

ظاہر سی اور عام سی بات ہے کہ جب قرآن مجید اللہ رب العزت کی طرف سے ایک ہدایت نامہ ہے اور ایک ضابطہ حیات ہے تو اس میں علوم و معارف کی کسی بھی جہت سے کوئی تشنگی نہ ہو گی۔ مانا کہ آئے روز انسانی زندگی میں پیچیدگیاں بڑھ رہی ہیں لیکن ہر پیچیدگی اور مسئلہ کا حل قرآنِ کریم میں موجود ہے۔ انسانی مسائل کے حل کے لئے جس بھی طرح کی راہنمائی درکار ہو انسان کی طرف سے شعور ہو تو قرآنِ مجید میں راہنمائی پائی جاتی ہے۔ اس اعجاز و اعزاز میں قرآن مجید کو انفردیت حاصل ہے۔

علمائے بنی اسرائیل کی اکثریت علمی اعتبار سے بہت ہی زیادہ بد دیانت واقع ہوئے۔ انہوں نے اپنی دنیوی جاہ و مال کی ہوس کی تسکین کی خاطر کچھ بھی کتب سابق میں اصلی نہ رہنے دیا اب کوئی حقیقت حال اور مشیت الٰہیہ کو کیسے جانتا۔ لیکن رہبر کامل، نبی امی ﷺ ہدایت کا وہ نظام کامل لے کر تشریف لائے کہ انسان کی ہدایت کے باب میں تشفی ہوئی۔ یہ نظام انسانی فطرت کے جملہ تقاضوں کے عین مطابق ہے اس میں کچھ بھی تو مافوق الفطرت نہیں۔ اس میں یہود و نصاریٰ کی لغویات و اتہام کا جو انہوں نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ذات پاک اور انبیاء و رسل کی مبارک ہستیوں پر باندھے تھے، کا جامع و مانع جواب دیا گیا ہے۔

"سلامتی" سے مراد غلط بینی، غلط اندیشی اور غلط کاری سے بچنا اور اس کے نتائج سے محفوظ رہنا ہے۔ جو شخص اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی زندگی سے روشنی حاصل کرتا ہے اسے فکر و عمل کے ہر چوراہے پر یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ کس طرح ان غلطیوں سے محفوظ رہے۔[xxxvii]

اسلام چونکہ سلامت روی کا ہی دوسرا نام ہے لہٰذا وہ کتاب، وہ ضابطہ اور وہ بنیادی آئین جس پر اور جس سے اسلام کی بنیاد اٹھائی جاتا ہے اور اسلام کا تانا بانا استوار ہوتا ہے، اس کا اول و آخر سلامتی ہی ہوتا تھا اور جو کہ ہے۔ اسلام اور اہل اسلام کا پیغام سلامتی اور سلامت روی ہے اس کی سب سے اہم وجہ ہی یہ کہ یہ قرآن مجید سے وابستہ ہیں۔

قرآن مجید کے اوصاف خصائص سے جو چند امور ہر گوشے سے ظاہر و باہر ہوتے ہیں وہ یہ ہیں کہ قرآن مجید کتاب ہدایت ہے اور یہ پہلو سب سے نمایاں اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں اور صاحب قرآن نے اپنے مواعظ میں اس کی تصریح فرمائی ہے کہ قرآنِ مجید نسل انسانی کے لئے ہدایت ہے اس عہد کی ضرورت یہ ہے کہ اس امر کی طرف توجہ دی جائے کیونکہ مجموعی زبوں حالی کی وجوہات میں یہ سب سے اہم وجہ ہے کہ قرآن مجید کا یہ پہلو ہماری سرگرمیوں میں متروک ہو چکا ہے۔ نفس امارہ کی پرداخت کے لئے لذات و جذبات و شہوات اور ہوس و تسکینات کے حصول کے اللہ کی قائم کردہ حدود و قیود کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ قرآنی اوصاف و خصائص سے لاعلمی کا نتیجہ ہے مقصد نزولِ قرآن قرآن مجید کے اوصاف و خصائص کے علم سے واضح ہوتا ہے۔ مقصد کے واضح ہونے پر قرآن مجید کی طرف رجوع کرنے سے نفس مطمئنہ کی منزل آسان ہو سکتی ہے آئینہ دل پر سے ہوا و ہوس کا غبار صاف کر کے اسے مرکز انوار الٰہیہ بنایا جاسکتا ہے۔ ضیاء القرآن میں مفسر نے اس

مقصدیت کو پیشِ نظر رکھا ہے۔

مصادر و مراجع

[i] القرآن، 88:17

[ii] الازہری، محمد کرم شاہ، پیر، (1995ء). ضیاء القرآن، لاہور، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، ج:2، ص:684،

[iii] مودودی، سید ابو الاعلیٰ، تفہیم القرآن، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، جلد:2، ص:642

[iv] Muhammad Khalifa,(1989). The Sublime Qur'an and Orientalists,P:3,Karachi, International Islamic Publishers

[v] القرآن، 9:15

[vi] الازہری، محمد کرم شاہ، پیر، (1995ء). ضیاء القرآن، ج:2، ص:531

[vii] گیلانی، مناظر احسن، (س،ن). تدوین القرآن، کراچی، مکتبۃ البخاری، ص:50

[viii] القرآن، 9:15

[ix] محمد طاہر القادری، (2015)۔ مقدمہ سیرۃ الرسول، لاہور، منہاج القرآن پبلیکیشنز، حصہ دوم، ص:40،39،38

[x] محمد بن محمد، غزالی امام، (س،ن)، احیاء العلوم، لاہور، پروگریسو بکس، ج:1، ص:679

[xi] القرآن، 2:2

[xii] ضیاء القرآن، ج:2، ص:370

[xiii] سعیدی، غلام رسول، (2008ء). تبیان الفرقان، لاہور، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، ج:1، ص:242

[xiv] عاشق الٰہی، مفتی، (1434ھ). انوار البیان، ملتان، ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ج:1 ص:35

[xv] شبلی نعمانی، (1999)۔ مقالات شبلی، اعظم گڑھ، انڈیا، دار المصنفین، شبلی اکیڈمی، ج:1، ص:35

[xvi] القرآن، 49:28

[xvii] تفہیم القرآن، ج:3، ص:644

[xviii] شبلی نعمانی، (1999)۔ مقالات شبلی، ج:1، ص:34

[xix] ضیاء القرآن، ج:3، ص:497

[xx] القرآن، 2:36

[xxi] القرآن، 1:38

[xxii] القرآن، 1:11

[xxiii] القرآن،62:23

[xxiv] القرآن،1:27

[xxv] القرآن،185:2

[xxvi] القرآن،2:2

[xxvii] القرآن،3:31

[xxviii] القرآن،23:39

[xxix] القرآن،3:41

[xxx] القرآن،119:2

[xxxi] القرآن،30:46

[xxxii] القرآن،3:20

[xxxiii] سیوطی،جلال الدین،امام،(س،ن).الاتقان،لاہور، مکتبۃ العلم،ج:1،ص:39

[xxxiv] برہان احمد فاروقی،منہاج القرآن،لاہور،ادارہ ثقافت اسلامیہ،83

[xxxv] مراد آبادی،نعیم الدین،سید،(س،ن)،خزائن العرفان،ضیاء القرآن پبلیکیشنز،ص:333

[xxxvi] نیشاپوری،الواحدی،ابوالحسن،علی بن احمد،(س،ن).اسباب النزول القرآن،کراچی،دارالاشاعت،ص:9

[xxxvii] تفہیم القرآن،ج:1،ص:456